Manzoor Illahi Islamiyat Mock
Batch: 61
LMS ID: 33283

(1)

تاریخ 29/10/024

سوال 2

اسلام میں عقیدہ رسالت: عقیدہ رسالت اسلام کے ان بنیادی عقائد میں شامل ہے جن پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ رسالت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا جو سلسلہ شروع کیا ہے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ان کو برحق مانا جائے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء و رسل آئے ان کو حق ماننے بحیثیت رسول ان میں کوئی فرق نہ کیا جائے اور حضور کو آخری نبی و رسول مانا جائے۔ حضور کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کیا جائے جس نے سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

رسالت کا معنی و مفہوم: رسالت کے لفظی معنی ہے "پیغام" اور "پیغام پہنچانا"۔ رسول کے معنی ہے پیامبر، قاصد یا ایلچی۔ دینی اصطلاح میں رسالت کا معنی ہے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا اور رسول کا معنی اللہ کا پیغام پہنچانے والا۔

رسالت کی ضرورت: اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں پر احسان کر کے ان میں اپنا رسول مبعوث کیا۔ جنھوں نے توحید کے پرچم تلے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اللہ تعالیٰ

P.T.O

کا یہ احسان کسی ایک قوم کے لیے مخصوص
نہیں تھا۔ بلکہ اس نے ہر قوم میں رسول
بھیجا تاکہ لوگوں کو ضلالت اور گمراہی سے
نکال کر نورِ ہدایت کی طرف لائیں۔ اللہ کا
ارشاد ہے "ولقد بعثنا فی کل امۃ
رسولا۔ ترجمہ" اور ہم نے ہر قوم میں
رسول بھیجا ہے۔

نبوت کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اہمیت:

① **انفرادی زندگی:**

- **اخلاقی اور روحانی رہنمائی:** انبیاء فضیلت کے نمونے کے طور پر کام کرتے ہیں اور لوگوں کو سکھاتے ہیں کہ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق کیسے زندگی گزاریں۔ ان کی زندگیاں ہمدردی، ایمانداری کی مثالیں ہیں۔
- **خدا سے تعلق:** انبیاء کی تعلیمات پر عمل کر کے مسلمان خدا کے ساتھ گہرا تعلق قائم کر سکتے ہیں۔
- **ذاتی احتساب:** نبوت ذاتی ذمہ داری پر زور دیتی ہے کیونکہ افراد سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ انبیاء کے نمونہ پر اپنی

زندگی بسر کریں اور اپنے اندر اخلاقی ذمہ داری پیدا کریں۔

(2) اجتماعی زندگی:

• **سماجی انصاف:** انبیاء اکثر انصاف، مساوات، اور سب کی فلاح و بہبود کے حق میں آواز بلند کرتے رہے ہیں اور کمیونٹیز کو ایسی معاشرت قائم کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جو ان کے اقدار کو ظاہر کرتے۔

مثلاً ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق ایک دفعہ ایک معزز خاندان کی عورت نے چوری کی تو کچھ صحابہؓ نے حضورؐ سے رعایت دینے کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا واللہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا اور تم میں سے پہلے اقوام بھی اسی وجہ سے تباہ ہوگئی کہ کوئی اعلیٰ خاندان کا کوئی جرم کرتا تو معاف کرتے اور غریب جرم کرتا تو معاف کیا جاتا۔

• **اتحاد اور بھائی چارہ:** رسالت کا پیغام اتحاد کے جذبے کو فروغ دیتا ہے، مسلمان ایک جسم کی مانند ہے۔ جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہو تو پورے جسم میں درد ہوتا ہے۔ رسالت نسلی، ثقافتی اور لسانی فرق کو ختم کرتا ہے۔

قانون اور حکمرانی: اسلامی معاشی اور
اخلاقی اصول انبیاء کی تعلیمات میں
فراہم ہوتے ہیں، جو مسلم معاشروں
میں انصاف اور حکمرانی کے نظام کی
تشکیل دیتے ہیں۔
مختصر یہ کہ رسالت مسلمانوں
کو انفرادی طور پر بامعنی زندگی گزارنے
کا ایک فریم ورک فراہم کرتی ہے جبکہ
اجتماعی طور پر ہم آہنگی اور سماجی
ذمہ داری کو فروغ دیتی ہے۔

سوال 3 اسلام کے عدالتی نظام: اسلامی
معاشرے کے مختلف طبقوں کو انفرادی
اور زیادہ معاملات کو سلجھانے کے لیے
خود مختار عدالتی نظام فراہم کرتا ہے۔ یہ
ہر برادری کو اپنے سول اور دیوانی مقدمات
کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنا عدالتی ادارہ رکھنے
کے ساتھ ساتھ فریقین کو یہ بھی اجازت
دیتا ہے کہ وہ اپنے معاملے کو حکومتی
عدلیہ کے پاس لے کر جا سکتا ہے
قرآن پاک میں عدل کی اہمیت ترجمہ
"اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی
گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو"

اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ
نہ کر دے کہ عدل چھوڑ دو۔ عدل کرو کہ
یہی یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے"۔ (المائدہ)
دوسری جگہ اللہ کا ارشاد ہے ترجمہ "اور
حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی
بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ"۔

حدیث کے مطابق عدل کی اہمیت:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ انصاف پسند اللہ کی بارگاہ
میں روشنی کے ممبروں میں رکھا جائے گا۔ یہ
لوگ ہونگے جو اپنے فیصلوں میں انصاف
کو یقینی بنائے ہونگے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ
اور حضرت ابوہریرہ نے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب قاضی (جج)
فیصلہ کرتا ہے اور کوشش کے ساتھ صحیح فیصلہ
کرتا ہے تو اس کو دوگنا اجر ملے گا اور جب
وہ صحیح فیصلہ کرنے کی پوری کوشش کے ساتھ
غلط فیصلے کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے
لیے ایک اجر ملے گا"۔

اسلامی عدالتی نظام کی خصوصیات

(1) اسلامی قانون کے ماخذ:

اسلام میں قانون کے تین اقسام ہیں پہلے
نمبر پر قرآن و حدیث، دوسرے نمبر پر اجماع،
قیاس اور اجتہاد اور تیسرے نمبر پر استصلاح

استحسان، استصحاب، استدلال اور عرف ہے۔ یہ وہ ذرائع ہیں جس سے دیوانی، فوجداری، حدود، تعزیر، قصاص وغیرہ کے اصول و ضوابط اخذ کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث ناقابل تغیر ہے اور باقی قابل تغیر ہے۔

② **قانون کی حکمرانی:** قانون کی طاقت ناقابل شکست ہے۔ کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ نہ امیر و غریب اور خواص و عوام کا یہاں کوئی امتیاز ہے۔ اقبال کا شعر مطابق: ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اسلام میں ریاست کا حکمران بھی عام شخص کی طرح عدالت میں پیش ہوتے ہیں جیسے حضرت عمرؓ پیش ہوتے ہیں۔ قانون کی بالادستی میں حضورؐ کی حدیث "اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا"

③ **عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی:** حضرت عمرؓ نے عدلیہ کو ایگزیکٹو سے الگ کیا اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا۔ قانون سازی پر انتظامیہ کے کسی اثر و رسوخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قاضیوں اور ججوں کا تقرر اگرچہ بالواسطہ یا بلاواسطہ

حکومت ہی کرتی ہے۔ لیکن جب ایک دفعہ
قاضی کا تقرر ہو گیا تو اب وہ عدالت
کی کرسی پر حکومت کا نہیں بلکہ خدا اور
رسول ﷺ کا نمائندہ ہوتا ہے اس کے لیے
احکام شریعت، قانون کے سوا اور کوئی
چیز قابل لحاظ نہیں۔

(4) **ججوں کی قابلیت:** الماوردی نے اپنی
کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں
ججوں کی تقرری کے لیے یہ معیار متعین
کیے ہیں، فضیلت علم، بہتر دانشمندی کا
اعلیٰ کردار، تحمل وغیرہ۔

(5) **خواتین بطور قاضی:** امام مالک، امام
شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مطابق
عورت بطور قاضی کام کر سکتی ہے، جبکہ
ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ حدود اور تعزیر کے
معاملے میں خاتون کو قاضی مقرر نہیں کیا
جا سکتا۔ تاہم موجودہ دور میں اس پابندی
کو ختم کر دیا گیا ہے، اور تقریباً ہر مسلم
ممالک میں خواتین بطور جج کام کر رہی ہیں۔

(6) **گواہوں کی فراہمی:** سورۃ البقرہ کی
آیت نمبر 283 کے مطابق گواہی پیش کرنا ایک
امانت ہے۔ اس کا حکم گواہی کو چھپانے
کے لیے نہیں دیا گیا۔ اسلام ایک اصول کا تسلیم

تاریخ ـــ/ـــ/ـــ

کرتا ہے کہ کسی کو بغیر تحقیق سزا نہیں دی جاسکتی۔
اور فیصلے میں نظر ثانی کی اجازت ہونی
چاہیے۔

(6) مفت انصاف کی فراہمی:

اسلام مفت انصاف کی فراہمی پر زور دیتا ہے۔

(7) قانونی چارہ جوئی میں وکلاء کا کردار

قانونی چارہ جوئی اور حصول انصاف
کے لئے وکلاء کا کردار مسلم ہے۔

(8) ولایت مظالم: گرون بام (Grunebaum)
نے لکھا ہے کہ نبوی دور میں عوامی
عہدیداران اور عاملین کے فیصلوں کے خلاف
اپنی شکایات درج کرا سکتے تھے اور ان کے
ناانصافی پر مبنی فیصلوں کو قلم زد اور کالعدم
قرار دیا گیا۔ اس مقصد کے لئے محتسب کا
عہدہ متعارف کرایا۔

(9) حدود و تعزیر

سوال 7

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ریاستی
امور اور ایک اچھی معاشرت کے اصولوں کو
سمجھنا اور ان پر عمل کرنا یقیناً مسلم
امت کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد فراہم کرتا
ہے۔ قرآن، سنت اور اسلامی فقہ سے اخذ
کردہ اسلامی تعلیمات حکمرانی، انصاف اور

معاشرتی بھلائی پر جامع رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ جس کا مقصد ایک اخلاقی متوازن اور منصفانہ معاشرہ قائم کرنا ہے۔

① **انصاف اور عدل:** اسلامی حکمرانی میں انصاف و عدل ایک بنیادی اہمیت ہے۔ قرآن بار بار زور دیتا ہے کہ حکمران انصاف کے ساتھ عمل کریں۔ چاہیے وہ دولت تقسیم ہو قیصلے قانون کے مطابق ہو۔ یہ نظام معاشرہ میں لوگوں میں اعتماد ہم آہنگی اور وفاداری کو فروغ دیتا ہے۔

② **مشاورت (شوریٰ):** اسلامی تعلیمات میں فیصلوں میں شوریٰ یعنی باہمی مشاورت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ حضورؐ ہمیشہ صحابہؓ سے مشورہ کرتے تھے۔ مثلاً حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر خندق کھودی گئی۔ جس سے اجتماعی اتحاد اور معاشرتی ہم آہنگی پیدا ہوتا ہے۔

③ **قانون کی حکمرانی اور احتساب:** اسلام میں تمام افراد اور حکمران بھی قانون کے پابند ہے۔ جیسے ایک دفعہ ایک صحابی نے حضرت عمرؓ سے بھری مجلس میں سوال کیا کہ آپ کے پاس کی دو چادر کیوں ہے اور میرے پاس ایک۔ اس کی وجہ سے معاشرے میں بدعنوانی ختم ہوتا ہے۔

④ **سماجی فلاح و بہبود اور اقتصادی مساوات:** اسلام اس اصول پر بھی زور دیتا ہے۔ زکوٰۃ جیسے ادارے دولت کی تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔

⑤ **علم اور تعلیم کا فروغ:** اسلام علم سیکھنے اور سکھانے کو زور دیتا ہے۔ جیسے غزوۂ جنگ قیدی کو مسلمانوں کے بچوں کو علم سکھانے کے بدلے آزاد کرتا تھا۔ اسلام میں علم حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے حدیث کے مطابق۔ قرآن کی پہلی وحی کے آیات "اقراء" یعنی پڑھ سے شروع ہوئی۔ اس نئے مسائل کو بہتر طریقے سے حل اور انسانیت کی بہتری ہوتی ہے۔

⑥ **اخلاقیات اور اخلاقی اقدار:** اسلام میں دیانتداری، ایمانداری اور ہمدردی پر زور دیتی ہیں۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں یہ اقدار برقرار ہوں، افراد اخلاقی ذمہ داری کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ جس سے ان کے رویے نہ صرف قانون بلکہ مشترکہ اخلاقی معیارات کی عکاسی کرتے ہیں۔

مسلم امت کی نشاۃ ثانیہ پر اس کا اثر:

① **اسلامی شناخت کی بحالی:** ان اصولوں پر عمل کر کے امت اپنی شناخت کو مضبوط بنا سکتی ہے، اسلام کی عصری مسائل کو حل کرنے میں اہمیت کو اجاگر کر سکتی ہے اور ثقافتی اور نظریاتی مسائل کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

② **اتحاد اور یکجہتی:** ایمان، باہمی مشاورت اور احتساب کو فروغ دے کر امت کے اندر اتحاد کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ جس سے فرقے کم ہوتے ہیں اور امت کے درمیان مضبوط روابط قائم ہوں گے۔ مسئلہ فلسطین اور کشمیر حل ہو سکتا ہے اگر مسلم امت OIC کو مضبوط اور عملی بنا کر ایک اتحاد پیدا کریں۔

③ **اقتصادی خوشحالی اور سماجی فلاح:**
اقتصادی انصاف کے اصولوں پر عمل کر کے ایک زیادہ منصفانہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جس سے مسلم دنیا میں اقتصادی استحکام اور پائیدار ترقی میں مدد ملتی ہے۔

(٦) **عالمی اثر و احترام:** جب مسلم امت اپنا اقدار کا مظاہرہ کرتی ہے تو وہ نہ صرف اندرونی طور ترقی کرتی ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر احترام اور اثر و رسوخ بھی حاصل کرتی ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ جو انسانی حقوق، حکمرانی اور فلاح کا خیال رکھتا ہے۔ عالمی سطح پر ایک مثبت مثال قائم کرتا ہے۔

بلا آخر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ریاستی امور اور معاشرت پر عمل کر کے مسلم امت ایک ایسی نشاۃ ثانیہ حاصل کر سکتی ہے جو ایک منصفانہ، خوشحال اور باثر عالمی برادری کی تعمیر کو فروغ دیتی ہے۔ یہ تجدید نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ عالمی امن اور ترقی کے لیے بھی مثبت کردار ادا کر سکتی ہے۔

(الف) سوال

اسلام میں احتساب

اسلام میں احتساب کو محاسبہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک بنیادی تصور ہے جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر فرد اپنے اعمال کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔ یہ عقیدہ اس تصور سے جڑا ہوا ہے کہ انسان زمین پر

اللہ کا نائب (خلیفہ) ہے اور اس کی زندگی
اعمال اور دوسروں کے ساتھ برتاؤ کے لیے اسے
جوابدہ ہونا پڑے گا۔ قرآن اور سنت میں یہ
بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے
اعمال، نیتوں اور اللہ کے احکامات کی پیروی
کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ احتساب
مسلمانوں کو دیانتداری، اخلاق اور
ہمدردی کے ساتھ عمل کرنے کی ترغیب دیتا
ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ ان کے اعمال کے
نتائج ہیں۔ یہ خود احتسابی کی بھی حوصلہ
افزائی کرتا ہے جس سے افراد کو اپنے کردار
کا جائزہ لینے اور اسے بہتر بنانے پر اکسایا
جاتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت عمرؓ نے
نظام محتسب بنایا تھا۔

اسلامی تہذیب کی خصوصیات

① **وحدت میں تنوع:** اسلامی تہذیب
مختلف ثقافتوں، زبانوں اور روایات کو
اسلامی عقائد کے یکساں اصولوں کے تحت
قبول کرتی ہے۔ جس سے ایک متنوع لیکن
ہم آہنگ معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے
آخری خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا
کہ "کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی

عجمی کو عربی پر اور کسی کالے کو گورے
پر اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت
حاصل نہیں ہے۔

② **علم پر زور:** اسلام علم کے حصول پر
زور دیتا ہے۔ حدیث کے مطابق ﷺ "علم حاصل
کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے" دوسری حدیث
"علم حاصل کرنے کے لئے اگر چین تک جانا پڑے
تو جاؤ" حضرت علیؓ کا قول "جس نے
مجھے ایک لفظ سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام
بنایا" قرآن پاک کی پہلی وحی "اقرء"
یعنی پڑھ سے شروع ہوتی ہے۔

③ **انصاف اور سماجی بہبود:** اسلامی
تہذیب انصاف کو اہمیت دیتی ہے اور تمام
افراد کی فلاح و بہبود کے لئے زکوٰۃ کا نظام
اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق بھی
ہے۔

④ **اخلاق پر بیان:** اسلامی تہذیب
اخلاقیات اور ہمدردی پر زور دیتا ہے
اس کی مثال انصار اور مہاجرین کی
بھائی چارے تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

⑤ **فن و تعمیرات:** اسلامی تہذیب میں فنون اور
تعمیرات میں فعالیت اور خوبصورتی کا امتزاج
ملتا ہے جو بہترین ڈیزائن اپنی مثال آپ ہیں۔